نے مذہب کے نام پر سیاسی کھیل کھیلا۔ عباسیوں کے خلاف تحریک ہو یا مصر کے فاطمین کی حکومت، حسن بن صباح کا قلعہ الموت پر اقتدار ہو تو ایران کے علاقے اصفحان پر آغاخان اول کی گورنر شپ۔ یہ سب سیاسی کھیل تھا۔ اسماعیلیت کو ایک مذہبی، تجارتی ادارہ Raligio-Commercial Enterprise سمجھنا چاہئیے جس میں مذہب کا ایک ڈھیلا ڈھالا ڈھانچہ ہے جس میں مرکزی حیثیت امام کی ہے تو الوہیت سے متصف ہے۔ مہربوس نے نہایت مستند ماخذات کی روشنی میں بتایا ہے کہ آغاخان جنگ عظیم اول کے بعد ایک علیحدہ ریاست کے قیام کیلئے سرگرداں رہے۔ انگریز نے بعض وجوہ کی بنا پر اس کے قیام کی اجازت نہ دی لیکن انہوں نے اس کیلئے بھرپور کوشش کی۔ پرنس آغاکریم کے پیروکاروں کی بڑھتی ہوئی آبادی اور سرگرمیاں شمالی علاقوں میں ایک خطرے کی علامت کے طور پر ابھر رہی ہیں ان کی طرف توجہ دینی ضروری ہے۔یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے دوسرے لفظوں میں ایک سویا ہوا آتش فشاں ہے جو مناسب موقع پر پھٹ پڑے گا۔ اسماعیلیوں کی امام عقیدت اور امام صاحب کے بین الاقوامی سطح پر امریکہ اور یورپی ممالک سے تعلقات ایسے خطرے کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتے ہیں۔اسماعیلیوں کی معیشت پر گرفت،عام مسلمانوں سے لاتعلقی اور اپنے امام کی اندھادھند اطاعت اس فرقے کے سیاسی کردار کو اور زیادہ اہم بنادیتے ہیں اور مسلمانوں کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

آپ کا مخلص: میاں مظفرعلی۔ (میاں کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ بوہڑبازار راولپنڈی)

## بقیہ ص ۶۷ سے :- دارالعلوم کے شب وروز

اور فاضل مولانا عبدالحلیم دیروی مدظلہ استاد دارالعلوم حقانیہ کے فرزند مولانا حافظ مطیع الرحمان حقانی نے بھی استنبول (ترکی) میں بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کی۔ آپ نے اپنا مقالہ منتظمین کانفرنس کو بھیجا تھا اور ان کا یہ مقالہ کانفرنس میں پیش کرنے کیلئے منتخب کیا گیا جس کی بناء پر آپ کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

دارالعلوم میں انگریزی لینگویج کورس کا آغاز :- دارالعلوم حقانیہ الحمدللہ تمام شعبوں میں روز بروز ترقی کررہا ہے اور موجودہ حالات کے تناظر میں آنیوالی تبدیلیوں کے پیش نظر زمانہ کا احساس کرتے ہوئے یہاں انگریزی لینگویج کلاسز کا بھی اہتمام بعدالعصر دارالعلوم کے تعلیم القرآن ہائی سکول میں کیا گیا ہے۔ جس میں دارالعلوم کے طلبہ اپنے ساتھیوں کو انگریزی کے دروس دیتے ہیں۔ اس طرح دارالعلوم کے ابتدائی درجہ میں انگریزی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔